Majallah Tahqiq
Research Journal of
the Faculty of Oriental Learning
Vol: 36, Sr.No.99, 2015, pp 05 - 14

مجلہ تحقیق
مجلہ کلیہ علوم شرقیہ
جلد ۳۶، اپریل۔ جون ۲۰۱۵ء، شمارہ ۹۹

# سیرت النبی ﷺ کے حوالے سے مستشرقین کا معاندانہ رویہ

ڈاکٹر مدثر حسین ☆

**Abstract:**
Majority of Orientals showed hostile behavior towards Prophet Muhammad (S.A.W.W). There were some specific reasons and motives behind this deliberately unfriendly conduct. These reasons, motives and their background are discussed comprehensively and analytically in this writing.

**Key Words:** Prophet Muhammad (S.A.W.W), European Orientalists, Writings on Prophets life, Analysis.

حضور ﷺ کی ذات بابرکات سے بغض، عداوت اور عناد اہل مغرب اور مستشرقین کی فطرت میں سرایت کر چکی ہے جوں جوں علمی ترقی ہوتی گئی۔ حضور ﷺ کے متعلق حقیقت پسندانہ بیانات سامنے آنے لگے، اس خیال میں ایک جزوی صداقت موجود ہے، لیکن واقعات بحیثیت مجموعی اس کی تصدیق نہیں کرتے، بلاشبہ چند جدید مستشرقین نے اپنی کتب میں نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس کے حوالے سے مثبت آراء کا ذکر کیا ہے، تاہم وہی مصنفین اپنی انہی کتب میں دیگر مقامات پر معروضی حقائق کے پردے میں اپنے موروثی تعصبات کا اظہار کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

**معاندانہ رویہ:**

مستشرقین نے رسول اللہ ﷺ کے متعلق جو معاندانہ رویہ اختیار کیا، اسے بطور استشہاد نقل کرنے پر طبیعت آمادہ نہیں ہوتی۔

تاہم اس معاندانہ رویے کو واضح کرنے کے لئے، جو نبی آخر الزماں کے متعلق اختیار کیا گیا، مستشرقین کے بعض ہفوات نقل کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ ایک مستشرق مونیسور کولی اپنی کتاب البحث عن الدین الحق میں لکھتے ہیں:

☆ لیکچرر، شعبہ اسلامیات، گورنمنٹ کالج ٹاؤن شپ، لاہور

"برز فيى الشرق عدوجديد، هوالاسلام الذى أسس على القوة وقام على أشد انواع التعصب، ولقد وضع محمد السيف فى أيدى الذين تبعوه، وتساهل فيى اقدس قوانين الاخلاق، ثم سمح لاتباعه بالفجور والسلب، .(۱)

ڈاکرگلوور نے اپنی کتاب تقدیم التبشیر العالمی میں ان خیالات کا اظہار کیا ہے:

"ان سيف محمد والقرآن أشد عدو اكبر معاند للحضارة والحرية والحق، ومن بين العوامل الهدامة التبى التى اطلع عليها العالم الى الآن.(۳)

مستشرقین کا حضور اکرم ﷺ کے متعلق یہ رویہ، عملی و تحقیقی مباحث کا نتیجہ نہیں، بلکہ سب وشتم کا لامتناہی سلسلہ ہے، جس میں کلیسا سے وابستہ افراد کے ساتھ ہر سوچ کے افراد نے حصہ لیا اور یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے۔

مستشرقین نے حضور ﷺ کو صرع کا مریض قرار دیا۔

ولیم میور (1905ء۔1819ء) بھی ان مستشرقین کی فہرست میں شامل ہے وہ لکھتا ہے:

"At the moment of inspiration --- anxiety pressed upon the Prophet, and His countenance become troubled. Sweat dropped from His forehead, and would fall to the ground as in a trance". (4)

Maxime Rodinson (2004ء۔1915ء) بھی نبی کریم ﷺ کی ذات گرامی کے حوالے ایسے ہی خیالات کا اظہار کرتا ہے:

"We find these ascetic and sensory phenomena in a very similar form among persons suffering from recognized mental conditions such as hysteria, schizophreniarenia and uncontrolled verbalization". (5)

مستشرقین نے سیرت رسول پر ایک اور اعتراض یوں کیا کہ انہوں نے ایسی توجیہات پیش کرنے کی کوشش کی، جن سے یہ تاثر پیدا ہو کہ حضور ﷺ کی اپنی مشن میں کامیابی حالات زمانہ کا نتیجہ تھی۔

مثلاً ولیم میور کہتا ہے:

"So good was ground and the propagation so zealous, that the faith spread from house to house and from tribe to tribe, the Jews looked on in amazement ... It was

native and congenial Judaism, foreign in its birth, touched no Arab sympathies, Islam, grafted on the faith and superstitions, the customs and nationality of the Arabs, found ready access to their hearts".(6)

منٹگمری واٹ کہتا ہے کہ کوئی بھی نیا مذہب کسی خاص محرک کے بغیر ظہور پذیر نہیں ہوسکتا، اسلام بھی محمد ﷺ کے عہد میں مکہ کے حالات کا فطری ردعمل تھا۔(۷) مکہ کے سرمایہ داروں نے تجارت کے منافع بخش شعبوں پر اجارہ دارانہ کنٹرول حاصل کر رکھا تھا۔(۸) محمد ﷺ اس کی مخالفت میں وقت کی آواز بن کر اٹھے اور اپنی دور اندیشی اور بہتر انتظامی صلاحیتوں کی بنا پر کامیابی حاصل کی(۹) H.A. R Gibb کہتا ہے کہ محمد ﷺ اس لئے کامیاب ہوئے کہ آپ مکی تھے۔(۱۰) وہ مزید کہتا ہے کہ اہل مکہ کی مخالفت نے رفتہ رفتہ آپ ﷺ کو اسلام کی طرف مائل کیا، اہل مدینہ کی مخالفت اسلام کے کامل ظہور پر منتج ہوئی۔(۱۱)

مستشرقین نے اپنے خبث باطن سے سیرت طیبہ پر ایک دھبہ یوں ظاہر کرنے کی کوشش کی ،کہ آپ ﷺ نے جو متعدد شادیاں کیں وہ (نعوذ باللہ) آپ ﷺ کی جنس پرستی کی شہادت ہیں۔

ولیم میور حضور ﷺ سے حضرت زینب کے نکاح سے متعلق واقعہ کو افسانوی رنگ قرار دیتے ہوئے ہرزہ سرا ہے:

"Mahmomet was now going on to three-score years; but weakness for the sex seemed only to grow with age and the attractions of His increasing haram were insufficient to prevent His passion from wandering beyond its ample limits". (12)

Maxime Rodinson لکھتا ہے:

"The Prophet was growing old. At the time of the expedition of Tabuk. He must have been in sixties. Even, so He had not lost His foundness for women.(13)

مستشرقین حضور ﷺ پر تشدد پسندی اور تلوار کے استعمال کا الزام بھی بڑے وثوق سے لگاتے ہیں۔رچرڈ بیل کا خیال ہے:ابتدا میں حضور ﷺ کا رویہ نرم اور معتدل صرف اس لئے تھا کہ آپ کمزور تھے، جب آپ کو طاقت حاصل ہوئی، تو آپ نے بزور شمشیر اپنے عقائد کو پھیلایا نیز:

"Many of His followers dislike the new warlike attitutde, and the people of Madinah were naturally doubtful

where it would be led". (14)

ٹارانڈرائے (1947ء۔1885ء) نے الزام لگایا، حضور ﷺ اور مسلمان اپنی معاشی ضروریات کی تکمیل کے لئے ڈاکہ زنی کرتے تھے۔ لکھتا ہے:

"The method, then, which the Prophet employed in order to provide sustenance for Himself and all His companions, was that of plundering the caravan which passed Medina on the way to or from Syira". (15)

مستشرق مذکور مسلمانوں پر یہ الزام بھی لگاتا ہے کہ انہوں نے لوگوں کو زبردستی مسلمان بنانے کے لئے تلوار استعمال کی، بلکہ وہ تو یہاں تک کہتا ہے کہ اسلام کی اصل مبلغ ہی تلوار ہے۔

"The Principle is formulated which for a season made the sword the Principal missionary instrument of Islam".(16)

انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کا مقالہ نگار رقمطراز ہے:

"Some of the evidence against Him, such as His connivance at assasination and His approval of the execution of the men of a Jewish calm, are historical matters that cannot be denied". (17)

مذکورہ بالا حوالہ جات اس بات کے عکاس ہیں کہ مستشرقین کا رویہ نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس کے حوالے سے معاندانہ بغض و کدورت سے بھرا ہوا تھا۔ ہر وہ برائی آپؐ کی طرف منسوب کرنے کی کوشش کی گئی، جو کسی بھی انسان میں ہو سکتی ہے۔ اگرچہ دور جدید کے مستشرقین ان الزامات کو پرانی جہالت و تعصب قرار دیکر یہ تاثر دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ وہ حضور ﷺ کی سیرت کا مطالعہ معروضی انداز سے کرتے ہیں، لیکن درحقیقت وہ بھی موروثی توہمات سے نہ نکل پائے۔ اتنی تبدیلی ضروری آئی ہے کہ عصر حاضر کے مستشرقین پرانے الزامات معروضیت کے لبادے میں نئی اصطلاحات کے ساتھ پیش کرنے لگے ہیں۔

## اس رویے کے محرکات ونوعیت:

مستشرقین نے اسلام کے متعلق صدیوں سے جو معاندانہ رویہ اختیار کر رکھا ہے، اس کے اسباب کی تہہ تک پہنچنے کے لئے مسلمانوں اور مسیحیوں کے تعلقات کو تاریخ کے پس منظر میں دیکھنا ضروری ہے۔

پیر کرم شاہ الازہری/ علامہ عبدالرسول ارشد لکھتے ہیں:

''جن اقوام نے اشاعت اسلام کا راستہ روکنے کی کوشش کی تھی، ان میں سے اکثر نے اسلام کی حقانیت کے سامنے ہتھیار ڈال دئے، لیکن مسیحیوں اور یہودیوں نے اسلام دشمنی کا رویہ کبھی ترک نہیں کیا۔۔۔۔لیکن یہ ایک انتہائی تلخ حقیقت ہے کہ مسلمان اپنی تمام تر عدل گستری اور رحم دلانہ کاروائیوں کے باوجود اہل کتاب کے دلوں سے اسلام دشمنی کے جذبے کو ختم نہ کر سکے، مسلمانوں سے وہ اس عادلانہ سلوک کے باوجود خوش نہیں ہوئے''۔(۱۸)

چنانچہ مسیحیوں نے اسلام کے خلاف ریشہ دوانیوں کا آغاز کر دیا، یہ ریشہ دوانیاں اس وقت تک تو دبی رہیں، جب تک مسلمانوں کی حکومت مضبوط تھی، لیکن جب گیارہویں صدی میں اسلامی خلافت دو حصوں میں بٹ گئی اور دو مستقل خلافتیں قائم ہوگئیں، ایک بغداد میں اور دوسری قاہرہ میں، یہ دونوں خلافتیں آپس میں دست و گریبان تھیں۔ چنانچہ اس داخلی کمزوری کی وجہ سے مسلمانوں کی قوت کمزور پڑ گئی۔ سسلی کا جزیرہ ہاتھ سے نکل گیا، سپین میں مسلمان کمزور ہو گئے۔ مشرقی سپین کی حکومت اتنی طاقت ور ہو گئی کہ اس کا حکمران الفانسو دوم، اسلامی حکومتوں سے خراج وصول کرتا تھا۔ عیسائی دنیا کو یقین ہو گیا تھا کہ اسپین سے مسلمانوں کے خاتمہ کا وقت قریب آ گیا ہے''۔(۱۹)

مسلمانوں کی اس زبوں حالی اور کمزوری سے مسیحیوں نے بھرپور فائدہ اٹھایا اور انہوں نے مسلمانوں کے علاقوں میں اثر و نفوذ بڑھانے اور ان علاقوں میں مسیحیت کا پرچم دوبارہ لہرانے کے لئے کاروائیاں تیز کر دیں۔

''چنانچہ مسلمانوں اور مسیحیوں کے درمیان جنگوں کا ایک طویل سلسلہ شروع ہوا، جنہیں تاریخ میں صلیبی جنگوں (Crusade Wars) کے نام سے جانا جاتا ہے۔۔۔ 15 جولائی 1099ء کو فاطمی افواج نے ایک ماہ کے مقابلے کے بعد بیت المقدس صلیبیوں کے حوالے کر دیا۔ صلیبی افواج نے ہر عرب مرد و عورت کو تہہ تیغ کیا، اس کامیابی نے مغرب کے بیشتر محرومیاں دور کر دیں۔ بحر روم پر برتری قائم ہوئی اور شام و فلسطین کے غلہ کے گودام ان کے قبضے میں آ گئے۔

صلیبیوں کے قبضے کے ساتھ ہی مسلمانوں میں اس کا شدید ردعمل شروع ہو گیا۔ 1127ء میں موصل (عراق) کے سلطان اتابک زنگی (عمادالدین) تاریخ کے صفحات پر ابھرے، انہوں نے 1144ء میں ادیسیہ فتح کر کے صلیبی شکستوں کی بنیاد رکھی۔ ان کے جانشین نورالدین زنگی ہوئے، جو روز اول سے صلیبیوں کو بزور شمشیر علاقہ بدر کرنے پر تلے ہوئے تھے اور زنگی فوج نے سلطنت انطاکیہ کو اگست 1164ء میں تباہ کن شکست دی۔ 1174ء میں سلطان نورالدین زنگی کی وفات کے

بعد سلطان صلاح الدین ایوبی انکے جانشین ہوئے، 90 سال بعد 20 ستمبر 1187ء کو سلطان صلاح الدین ایوبی نے بیت المقدس کو صلیبی قبضہ سے آزاد کرانے کا شرف حاصل کیا۔ 1189ء اور 1191ء میں دوبارہ صلیبیوں کے ساتھ گھمسان کا رن پڑا۔ 1221ء میں دوبارہ جنگ ہوئی، 1221ء میں صلیبی فوج کے سربراہ نے پوپ کو جو رپورٹ بھیجی، اس کی بنیاد پر یہ توقع ظاہر کی گئی کہ منگول حملوں کے نتیجے میں عالم اسلام اس قدر نڈھال ہو جائے گا کہ مغرب کے لئے اس پر حملہ کرنا آسان ہو جائے گا۔ تیرھویں صدی عیسوی صلیبی جنگوں سے پر ہے، اس صدی کے نصف میں مصر سے ایک نئی قوت ''مملوک'' ابھری انکے حکمرانوں نے 1268ء میں انطاکیہ 1289ء میں تریپولی اور 1291ء میں آخری صلیبی مورچے عکرہ کو فتح کر کے حروب صلیبیہ کا باب بند کر دیا''۔(۲۰)

ان صلیبی جنگوں میں مسلسل ناکامیوں نے عسکری میدانوں میں تو صلیبیوں کی تمام امیدوں پر پانی پھیر دیا تھا، انہوں نے مسلح تصادم کی بجائے، مسلمانوں کو کمزور کرنے کے لئے دوسرے حربے استعمال کرنا شروع کر دیئے۔

مسیحیوں نے اسلام دشمنی کے لئے جونئی حکمت عملی بنائی اس کی مزید وضاحت مندرجہ ذیل اقتباس سے ہوتی ہے۔

''صلیبی جنگوں میں ناکامی کے بعد یورپ کے علماء اور اہل کلیسا نے علمی اور فکری محاذوں پر مسلمانوں کو شکست دینے کا فیصلہ کیا اور استشراق کے پردے میں عربی اور اسلامی علوم کی حفاظت و تحقیق کے نام پر اسلام اور پیغمبر اسلام کے بارے میں غلط فہمی پھیلانے کا منصوبہ بنایا، اسلامی عقائد و نظریات میں تشکیک پیدا کرنے اور مسلمانوں کی نئی نسل کو دین سے برگشتہ کرنے کے لئے اسلامی فرقوں اور ابتدائی صدیوں کے دوران پیش آنے والے علمی وفکری مباحث پر نام نہاد تحقیق ہوئی، اسلامی نظریہ جہاد اور اسلامی ریاست میں غیر مسلم رعایا کی حیثیت کے بارے میں مضحکہ خیز معلومات اور نتائج اخذ کئے گئے۔ فقہ اسلامی کے بنیادی ماخذ (قرآن وسنت) کی صحت کے بارے میں شکوک پھیلائے گئے، مسلمان علماء کی علمی اور فکری کوششوں کی تحقیر کی گئی، اسلامی تحقیق کے نام پر ایسے مراکز، تعلیمی ادارے اور رسائل ومجلات جاری کئے گئے، جن میں سارا زور شعائر اسلام کی توہین اور مسلم زعماء کی تحقیر پر صرف ہوتا رہا ہے، حقیقت یہ ہے کہ مغربی عیسائیت کا یہ حملہ صلیبی حملوں سے کہیں زیادہ خطرناک ثابت ہوا۔ مسلمانوں کی نئی تعلیم یافتہ نسل کی اکثریت نہ صرف عیسائی تحقیقی مراکز کی کوشش کو اسلام اور علوم اسلامیہ پر آخری سند بلکہ اسلامی تعلیمات اور بنیادی قدروں کو بے معنی اور ذلت وپستی کا سبب سمجھنے

لگی ہے۔عیسائی مستشرقین کی اس کوشش میں متعصب یہودی مستشرق بھی پیش پیش رہے۔(۲۱)

جرمن مستشرق بیکر نے صراحت کے ساتھ کہا:

ان هناک عداء من النصرانية للاسلام بسبب أن الاسلام عندما انتشر فی العصور الوسطیٰ أقام سداً منيعاً فيی وجه انتشار النصرانية، ثم امتد فيی البلاد التی كانت خاضعة لصورلجانها.(۲۲)

نومسلم محمد اسد((لیوپولڈ ویس)) لکھتے ہیں:

"Though the religious feeling which was at the root of theanti-Islamic resentment has in the meantime given way to a more materialistic, out look on life that old resentment itself remains as a subconscious factor in the mind of Europe."(23)

چنانچہ اسی مخصوص پس منظر میں قرون وسطیٰ کے مسیحیوں نے نبی مہربان کی ذات اقدس کے حوالے سے تعصب، بغض، کینہ پروری اور اخلاقیات سے عاری رویہ اختیار کیا ہے۔آپ ﷺ کو بدنام کرنے کی اتنی کوششیں کیں کہ شاید ہی کسی اور کو بدنام کرنے کے لئے اتنی کوششیں ہوئی ہوں۔

فلپ۔کے ہٹی اس بات کو تسلیم کرتا ہے:

"Christians of Mediaval times misuderstood Muahammad and considered Him a despicable character."(24)

پروفیسر ظفر علی قریشی کے بقول:

''حضور ﷺ کی جو کردار کشی کی گئی اس کے پیچھے مسیحی پادریوں کا ہاتھ تھا اور انہوں نے یہ کردار کشی مسیحیت کی عظمت کے نام پر کی''۔

"All such conoctions and fabrications about Islam were made by christian priests in the name of religion and greater glory of christendom".(25)

مسیحی راہبوں، پادریوں اور اہل قلم کی طرف سے حضور ﷺ کے خلاف دشنام طرازی کا سلسلہ کوئی ہزار سال جاری رہا، سترھویں اور اٹھارویں صدی عیسوی میں بدلتے ہوئے حالات کے ساتھ مستشرقین کے مؤقف میں تبدیلی آنا شروع ہوگئی، کیونکہ بدلتے حالات کے ساتھ حضور ﷺ سے منسوب افسانوی کہانیوں پر یقین کرنا کسی بھی صاحب عقل کے لئے ممکن نہ تھا۔ اس لئے

مستشرقین نے بھی انداز تحریر اور انداز بیان بدل لیا، مگر یہ تبدیلی صرف الفاظ کی تھی، نظریات کی نہیں۔

ثناء اللہ ندوی اس صورت حال پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''یورپ میں اسلام کے خلاف تعصب اور دشمنی کی ایک لہر وہ تھی، جس میں اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کی حقیقت اور شخصیت سے واقفیت حاصل کرنے کا کوئی جذبہ نہیں آتا، دوسرا مرحلہ روشن خیالی اور مذہب کو ریاست سے الگ کرنے کا ہے۔ بیسویں صدی میں اسلامیات کے میدان میں کام کرنے والی ایک نسل سامنے آئی، جسے اصطلاح میں مستشرقین کا نام دیا جاتا ہے۔ ان میں سے ایک تعداد کلیسائی مقاصد سے وابستہ رہی اور کلیسائی لباس ہی پہنتی رہی۔ لیکن زیادہ تر لوگوں کا کلیسا سے کوئی تعلق نہ تھا، ان سے امید کی جاسکتی تھی کہ سیرت اور اسلامی تاریخ کے بارے میں خیالات میں تبدیلی آئے گی، ان کا لب ولہجہ نرم پڑے گا۔ یہ تبدیلی آئی بھی، مگر صرف اس قدر کہ سب وشتم کے الفاظ ترک کردئے گئے۔ مگر تحقیق اور نتائج وہی رہے، یعنی سیرت کی حقیقت سے ناواقفیت، مطالعہ میں تعصب برتنا اور بے بنیاد خیال آرائیاں کرکے عجیب وغریب نتائج اخذ کرنا''۔(۲۶)

مستشرقین نے نبی اکرم ﷺ کی ذات اقدس کے حوالے سے جو معاندانہ رویہ اختیار کیا، اس کا مقصد تو نبی کریم ﷺ کی ذات پر کیچڑ اچھال کر مسلمانوں اور عوام الناس کو دین اسلام اور پیغمبر اسلام سے برگشتہ کرنا تھا، لیکن حقیقت یہ ہے کہ باوجود ان تمام کوششوں کے وہ نبی کریم ﷺ کے بلند مقام کو کم نہ کرسکے۔ آفتاب رسالت ہمیشہ کی طرح پوری آب وتاب سے نصف النہار پر ضوفشاں ہے۔

قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ. (۲۷)

# حوالہ جات

(۱) بحوالہ خلیل، عمادالدین، الدکتور، المشترقون والسیرہ النبویہ، دارابن کثیر، بیروت، لبنان، ص:19

(۲) ایضاً، ص:21

(3) Muir, William, Muhammad and Islam, Religion Tract Society, London, U.K, (N.D) P:22

(4) Rodinson, Maxime, Muhammad, Trans. by Anne Carter, Allen Lane, The Penguin Press, London, U.K, 1971, P:79

(5) Muhammad and Islam, P:47

(6) W. Montgomery, Watt, Muhammad Prophet and Statesman, Oxford University Press, 1961, London, U.K, P:38

(7) The Encyclopedia of Religion, American Publishing Company, New Yark, U.S.A., 1987, P:14/10

(8) Muhammad Prophet and Statesman, P:14

(9) Gibb, H.A.R, Muhammadinism, Oxford University Press, London, U.K, 1954, P:22

(10) Ibid, P:25-26

(11) Muhammad and Islam, P:126

(12) Muhammad, P:79

(13) Bell, Richard, Introduction to the Quran, Edinburgh University Press, London, U.K, 1953, P:23

(14) Muhammad, Prophet and Statesman, P:105

(15) Tor, Andrae, Muhammad: The Man and his Faith, Trans. by Theophil Menzal, Georg Allen and Unwin, Ltd, London, U.K, 1953, P:140

(16) Tor, Andrae, Muhammad: The Man and his Faith, P:140

(17) Encyclopeadif of Britanica, Ency of Briatanica Corporation, U. S. A, 1988, P:4/22

(۱۸) ضیاء النبی ﷺ،ص:52-53/6

(۱۹) ندوی، شاہ معین الدین، احمد، تاریخ اسلام اخیریں، ناشران قرآن، لاہور، س۔ن،ص:488

(۲۰) جیلانی، عبدالقادر ،ڈاکٹر ،اسلام، پیغمبر اسلام اور مستشرقین مغرب کا اندازِ فکر، ماخوذ، ص:133-136

(۲۱) اظہر، ظہور احمد، مقالہ صلیبی جنگیں، اردو دائرہ معارف اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، 1989ء،ص:219/12

(۲۲) بحوالہ، خلیل، عمادالدین، ڈاکٹر، المستشر قون والسیرہ النبویہ ﷺ،ص:23

(23) Asad, Muhammad, Islam at Cross Roads, Lahore, 7th Edition, 1955, P:75-76

(24) Hitti, P.K, Islam a way of life, Oxford University Press, London, U.K, 1971, P:22-23

(25) Qureshi, Zafar Ali, Prof., Prophet Muhammad and his Westrn Cristics, Ilmi Kitab Khana,Urdu Bazar, Lahore, 1984, P:2

(۲۶) ندوی، ثناء اللہ، علوم اسلامیہ اور مستشرقین کا منہاجیاتی تجزیہ اور تنقید،ص:74

(۲۷) الم نشرح:4